

## باب: 22

## بلال حبشیؓ

(581 - 641 AD)

بلال نام اور ابو عبد اللہ کنیت ہے۔ والد کا نام رباح اور والدہ کا نام حمامہ ہے۔ اصل کے اعتبار سے حبشی یعنی ایتھوپیا کے تھے۔ مکہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کا جسم کمزور، رنگ سیاہ اور قد طویل تھا۔ سر کے بال نہایت گھنے اور خمدار تھے۔ عمر کے آخری حصہ میں ان میں سفیدی بھی نمایاں تھی۔ آپ نہایت کم گوانسان تھے۔ بچپن سے جوانی تک قبیلہ بنی جموہ سے تعلق رکھنے والے ایک وحشی سردار اُمیہ بن خلف کی غلامی کرتے ہوئے گذری۔

آپ اُن سات "السابقون الاولون" میں سے تھے جنہوں نے توحید کی دعوت پر سب سے پہلے لبیک کہا۔ اس جرم میں آپ کے آقائے آپ کو سخت اذیتیں دیں۔ وہ، تپتی ہوئی ریت پر آپ کو لٹا کر آپ کی پٹائی کیا کرتا تھا۔ محلے کے لڑکے آپ کے گلے میں رسی کا پھندا بنا کر کھینچتے۔ ابو جہل آپ کو منہ کے بل سنگریزوں پر لٹا کر پتھر اوپر رکھ دیتا اور جب سورج کی گرمی سے اس میں تپش آجاتی تو آپ سے پوچھتا۔ "بلال! کیا اب بھی محمد کے خدا سے باز نہ آؤ گے۔؟" شمع نبوت گایہ پروانہ جاں نثار اُس وقت بھی کہتا "اللہ احد، اللہ احد" یعنی اللہ ایک ہے، اللہ ایک ہے۔ ابو بکر صدیقؓ نے ایک روز آپ کو اس حالت میں دیکھ لیا تو ان سے رہانہ گیا اور فوراً خرید کر آزاد کروا دیا۔ آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کرنے والے بھی حضرت ابو بکر صدیقؓ ہی تھے۔

حضرت بلالؓ ہی آواز نہایت شیریں اور دلکش تھی۔ اس لیے مدینہ طیبہ میں جب مسجد کی تعمیر ہو چکی اور پانچوں وقت کی نمازوں کا اہتمام کیا گیا تو آپ کو مؤذن مقرر کیا گیا۔ یوں آپ کو اسلام کے سب سے پہلے مؤذن ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔

آپ زیادہ تر نبی کریمؐ کے ساتھ رہتے تھے۔ غزوات میں بھی آپ نے شرکت کی۔ معرکہ بدر میں اُمیہ بن خلف آپ ہی کی تلوار سے قتل ہوا۔ فتح مکہ کے وقت جب سب حرم کعبہ پہنچے تو آنحضرتؐ نے حکم دیا۔ "بلال! کعبہ کی چھت پر کھڑے ہو کر اذان دو۔" اس طرح وہ حریم قدس جس کو اسلام کے معمار اول حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تعمیر کیا تھا، ایک عرصہ تک بت کدہ رہنے کے بعد ایک حبشی نژاد غلام کی اذان توحید سے ایک بار پھر گونج اُٹھا۔

حضرت بلالؓ کے اسلام لانے میں پہل کرنے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سفر و حضر میں رہنے کے سبب آپ کو جو خصوصیت حاصل تھی اس پر تقریباً تمام صحابہؓ ہی آپ کا احترام کرتے تھے۔ ایک بار حضرت عمرؓ کے عہد خلافت میں کسی کام کے لیے رؤسائے مکہ کا ایک گروہ حضرت عمرؓ سے ملنے ان کے پاس پہنچا۔ ان کے ساتھ حضرت بلالؓ بھی تھے۔ حضرت عمرؓ نے سب سے پہلے حضرت بلالؓ کو اندر بلا یا۔ بعض کو یہ بات ناگوار گذری۔ اس پر عکرمہؓ بن ابی جہل نے کہا "۔۔۔ بلانے والے نے پہلے بھی ایک آواز سے بلا یا تھا، لیکن ہم نے اس وقت بھی اس آواز کو بعد میں سنا۔ لہذا اب بھی وہ لوگ ہی اولیت کا حق رکھتے ہیں۔۔۔"۔

20 سال کی عمر تک جہالت کی تاریکیوں میں گزارنے اور مظلومیت کی کیفیت میں بسر کرنے والے حضرت بلالؓ کا، حق کا سامنا ہوتے ہی اسے پہچانا اور اس پر اپنی پوری قوت سے یوں لبیک کہنا نفسیاتی طور پر ایک انقلابی کارنامہ ہے اور بلاشبہ یہ ایک معجزے سے کم نہیں۔ صرف یہی نہیں بلکہ اپنے ایمان پر قائم رہنے کے لیے آپ نے جس ثابت قدمی کا مظاہرہ کیا اس کے لیے بھی آپ کی ذات ایک تاریخ ساز کی حیثیت رکھتی ہے۔ بلالؓ کی شخصیت سب کے لیے یقیناً ایک عظمت کا مقام رکھتی ہے۔

#### علامہ اقبال کا خراج عقیدت

لیکن بلالؓ، وہ حبشی زادہ حقیق فطرت تھی جس کی نورِ نبوت سے مستمیر جس کا میں ازل سے ہوا سینہ بلالؓ محکوم اس صدا کے ہیں شاہنشاہ و فقیر ہوتا ہے جس سے اسود و احمر میں اختلاط کرتی ہے جو غریب کو ہم پہلوئے امیر ہے تازہ آج تک وہ نوائے جگر گداز صدیوں سے سن رہا ہے جسے گوشِ چرخِ پیر اقبال سس کے عشق کا یہ فیض عام ہوا رومی فنا ہوا، حبشیؓ کو دوام ہے

رحمتِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا جس دن وصال ہوا تو سب سو گوار تھے۔ لوگوں نے چاہا کہ تدفین سے پہلے بلالؓ خصوصی اذان دیں۔ بلالؓ نے لوگوں کے اصرار پر اذان شروع تو کر دی لیکن جوں ہی آپ "أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا" پر پہنچے تو آپ کا گلہ غم سے ایسا رندھ گیا کہ اس سے آگے نہ بڑھ پائے۔

کچھ ہی دنوں بعد آپ نے حضرت ابو بکرؓ سے اجازت لے کر شام کا رخ کیا جہاں اپنی عمر کا بقیہ حصہ وہیں گزارا۔ اپنا وقت انتقال قریب پا کر آپ مطمئن تھے۔ اُس وقت آپ فرماتے تھے "۔۔۔ اب جلد ہی میں اپنے محبوب، محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے مل سکوں گا۔۔۔"